OPEN ACCESS
Journal of Islamic & Religious Studies
ISSN (Online): 2519-7118
ISSN (Print): 2518-5330
www.uoh.edu.pk/jirs

JIRS, Vol.:2, Issue: 2, 2017
DOI: 10.36476/JIRS.2:2.12.2017.02, PP: 21-32

نبی کریم ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم کے "نسب مطہرہ" سے متعلق مارگولیتھ کے خیالات کا تنقیدی جائزہ

The Lineage of Holy Prophet Muḥammad and Views of D.S. Margoliouth: A Critical Study

'Aāliya Shah
Phd Scholar, Department of Islamic Studies,
University of Malakand, Pakistan

Dr. 'Aṭa ur Raḥman
Dean /Professor, Department of Islamic Studies,
University of Malakand, Pakistan

Abstract

This research article is based upon critical analysis of D.S Margoliouth's indictment regarding pious lineage "Nasb e Muṭahharra". Generally Orientalists have tried to affect the image of the Prophet Muḥammad (s.a.w) and prevailed uncertainties. It affects a large number of Muslim Scholars, intellectuals and youngsters because Orientals' are well aware that Muslims cannot be defeated in battle-fields unless they are defeated in the field of faith and ideology. Our aim is to protect less aware Muslims, intellectuals and youngsters form the pseudo and grimy views of the Orientalists. Like other prejudice Orientalists D.S.Margoliouth have also indictments regarding lineage (Nasb e Muṭahharra) in his book "Muḥammad and The Rise of Islam". Margoliouth argue with texts of Qur'ān and Ḥadith, without having any relation with the passage, to identify the essence of his ill well, hatred and prejudice with in the eyes of Muslims and common readers at large. This article concern five allegations of D.S. Margoliouth on the lineage "Nasb e Muṭahharra" and concludes that he failed to maintain his objectivity in the description of lineage "Nasb e Muṭahharra".

***Keywords**: D.S Margoliouth, The Rise of Islam, Lineage, Nasb e Muṭahharra.*

تمہید

عرب کے لوگ زمانہ جاہلیت میں نہایت اکھڑ، جاہل اور گنوار تھے نہ ان میں علم ادب تھا اور نہ ہی تہذیب و شائستگی تھی تاہم ان میں دو خصوصیات پائی جاتی تھیں، اول ان کے کلام میں فصاحت و بلاغت تھی جس سے کلام پُر تاثیر بن جاتا تھا۔ دوم، قوی

حافظہ کے بدولت وہ اپنی قوم کی نسلوں کو یاد رکھتے تھے اور اس پر فخر کرتے تھے جو رفتہ رفتہ ایک علم ہو گیا اور علم الانساب کے نام سے پکارا جانے لگا۔ اہل عرب کی ایک عادت تھی کہ اپنے نسب پر بہت فخر کرتے تھے اور ہر موقع پر اس کا ذکر کرنے اور اس پر شیخی بگھارنے سے نہ چوکتے تھے اور اس سبب سے ان کو صرف اپنا ہی نسب نامہ یاد رکھنا کافی نہ تھا بلکہ اپنے مخالفوں، رقیبوں اور ہمسایوں کا نسب نامہ بھی یاد رکھنا ضروری تھا تاکہ اپنی شیخی کے سامنے دوسرے کی شیخی نہ چلنے دیں۔

قریش ایک معتبر قبیلہ اور معتبر نسل ہے جس پر اس وقت بھی کسی نے انگلی نہیں اٹھائی اور نہ ہی بعد کے زمانے میں کسی نے اس پر نکتہ چینی کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی قبیلے کی ایک شاخ بنو ہاشم کے چشم و چراغ تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ و سلم پیغمبر منتخب ہوئے تو نہ نسب نامہ جاننے کی ضرورت تھی اور نہ ہی ان سے اس بابت پوچھا گیا۔

مستشرقین نے جس طرح سیرت مبارکہ کے دیگر موضوعات کے حوالے سے شکوک و شبہات پیدا کیے، اسی طرح انہوں نے نسب مطہرہ کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا اور مسلمہ حقائق کو مسخ کرنے کی کوشش کی ہے۔ نسب مطہرہ کے حوالے سے جن مستشرقین نے قلم اٹھایا ان میں سے ایک برٹش مستشرق مارگولیتھ ہے۔

ڈی۔ایس۔ مارگولیتھ: D.S. Margoliouth

انگلستان کا مشہور مستشرق تھا جس نے نصف صدی تک Oxford University (1889ء سے 1937ء تک) میں تدریس کا کام کیا۔ اس کا سن ولادت 1858ء اور سن وفات 1940ء ہے۔ اس کے آباؤ اجداد پولینڈ کے یہودی تھے لیکن اس کے والد نے اپنا آبائی مذہب چھوڑ کر عیسائیت اختیار کر لی تھی اور مارگولیتھ اس لحاظ سے پیدائشی عیسائی تھے۔ مارگولیتھ نے اسلام پر جو کتابیں لکھیں ان میں مشہور کتب درج ذیل ہیں:

(*Muhammad And The Rise Of Islam, Mohammedanism , Early development Of Mohammedanism*)

اس میں شبہ نہیں کہ ان کتابوں سے مارگولیتھ کے علم و فضل کا ثبوت ملتا ہے لیکن ان میں اسلام دشمنی اور تعصبات کا بڑا حصہ ہے۔[1] ذیل میں ان کے خیالات کا ایک تحقیقی اور ناقدانہ جائزہ پیش خدمت ہے۔

پہلا شبہ

دیگر متعصب مستشرقین کی طرح نسب مطہرہ کے بارے میں مارگولیتھ نے بھی کچھ شکوک و شبہات پیدا کرنے کی کوشش کی ہے حالانکہ اس حوالے سے اگر دیکھا جائے تو بہت سے صحیح روایات موجود ہیں، جن میں صحیحین کی روایات بھی شامل ہیں۔ ان تمام صحیح روایات کو نظر انداز کر کے بعض مجروح اور ضعیف روایات سے اپنا مدعا ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ مثلاً

"*to a palm springing out of dung -hill*" [2]

یہاں پر مارگولیتھ نے پوری حدیث نقل نہیں کی ہے۔ یہ مسند احمد کی روایت ہے کہ مشرکین مکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کوڑا کرکٹ میں اگنے والا پودا سمجھتے تھے۔ یہ ایک ضعیف روایت ہے مارگولیتھ اس ضعیف روایت سے استدلال کر کے دوسری صحیح روایات سے اعراض کرتے ہیں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ روایت اور اس جیسے دیگر روایات کو جرح و تعدیل کے مراحل سے گزارا جائے تاکہ صحیح صورت حال واضح ہو جائے۔

حدیث کی سند کچھ یوں ہیں:

حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ عَطَاءٍ، عَنْ يَزِيدَ، عَنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ، عَنْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ: أَتَى نَاسٌ مِنَ الْأَنْصَارِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا...الحديث[3]

مذ کورہ روایت سند اور متن دونوں لحاظ سے ضعیف ہے۔ اگر چہ مذ کورہ روایت کو مسند احمد کے فاضل محققین، شعیب الارنووؒط اور شیخ احمد شاکر نے حسن لغیرہ قرار دیا ہے۔ لیکن ان معاصر دو محققین کا اس روایت کو حسن قرار دینا ان کی انفرادی رائے ہو سکتی ہے انھوں نے اس روایت کو کئی طرق سے مروی ہونے کی بنا پر یہ حکم لگایا ہے حالانکہ یہاں صرف اسناد کو دیکھ کر حکم لگانا کافی نہیں سند کے علاوہ متن کو بھی دیکھنا چاہیے۔ اس کا متن دیگر ثقہ راویوں سے منقول روایتوں کے متون سے مخالف ہیں جس پر آگے ہم گفتگو کریں گے۔

سند پر تبصرہ:

مذ کورہ حدیث کی سند میں ایک راوی یزید بن عطاء ہے جو ضعیف ہے۔ احمد بن یحییٰ کہتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل نے کہا کہ یزید بن عطاء ليس بقوي في الحديث ہے حدیث میں مضبوط نہیں ہیں۔ یحییٰ بن معین نے کہا: ليس بشئ۔ عباس الدوروسؒ نے یحییٰ بن معینؒ سے روایت کیا کہ یزید بن عطاء ضعیف راوی ہے۔ اور دوسری جگہ کہا: ليس بشئ۔ امام نسائیؒ نے کہاہے: ضعیف ہے اور دوسری جگہ کہا: ليس بالقوى۔ اور ابن حبان نے کہا: ساء حفظه یعنی ان کا حافظہ خراب ہوا تھا حتیٰ کہ وہ اسانید خلط ملط کرتے تھے اور ثقہ راویوں سے ایسی روایات نقل کرتے تھے جن کا احادیث میں کوئی ثبوت نہیں ملتا (جیسا کہ مذکورہ روایت) ان کی احادیث سے استدلال جائز نہیں۔[4] ابو حاتم نے ان کو مجہول کہا ہے اور دوسری جگہ کہا: لا باس به، اور یعقوب بن سفیان نے بھی کہا: لا باس به۔[5] الکتانی نے اس پر نقد کرکے ضعیف کہا ہے۔ اسی طرح البانی نے بھی اس کو ضعیف کہا ہے۔[6]

متن پر تبصرہ:

متن کے لحاظ سے بھی اس روایت میں سُقم ہے۔ اس روایت میں ذکر ہے کہ دور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بعض لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسب و نسب پر طعن کیا تھا۔ یہ روایت دیگر صحیح روایتوں سے متصادم ہے، جن میں ذکر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان، نسب و حسب تمام دنیا کے خاندانوں سے اشرف و اعلیٰ ہے اور یہ وہ حقیقت ہے کہ آپ کے بدترین دشمن بھی کبھی اس کا انکار نہ کرسکے۔[7]

اس پر تمام مؤرخین اور سیرت نگاروں کا اتفاق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق ایک معتبر قبیلہ سے تھا جس پر اس وقت بھی کسی نے انگلی نہیں اٹھائی اور نہ بعد میں کسی نے اس پر نکتہ چینی کی۔ دوست اور پیروکار تو درکنار سخت ترین مخالفین نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندانی سیادت کو تسلیم کیا تھا۔[8]

اس حوالے سے مسند احمد کی دوسری روایت کی سند کچھ یوں ہے:

حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ، عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ أَبِي وَدَاعَةَ، قَالَ: قَالَ الْعَبَّاسُ...الحديث[9]

اس حدیث میں ایک راوی ابو عبداللہ یزید بن ابی زیاد الہاشمی ہے جو ضعیف ہے۔ شعبہ نے ان کے بارے میں کہا ہے کہ وہ اقوال صحابہؓ کو مرفوع ذکر کرتے تھے۔ ابن فضیل نے ان کے بارے میں کہا ہے کہ وہ شیعہ کے بڑے اماموں میں سے تھے۔ امام احمد بن حنبل نے ان کے بارے میں کہا کہ ان کا حافظہ قوی نہیں تھا۔ عباس نے یحییٰ سے نقل کیا ہے کہ ان کی حدیث قابل

حجت نہیں ہے۔ عثمان الدارومی نے یحییٰ سے نقل کیا ہے کہ وہ قوی نہیں تھے۔ ابو یعلیٰ نے یحییٰ سے نقل کیا ہے کہ وہ ضعیف الحدیث تھے۔ ابوزرعۃ نے کہا: لین الحدیث ہے۔ الجوزجانی کہتے ہیں کہ میں نے (محدثین) سے یہ بات سنی تھی کہ وہ سب ان کی حدیث کو ضعیف کہتے تھے۔ ابن عدی کہتے ہیں کہ وہ کوفہ کے شیعوں میں سے تھے۔[10] البانیؒ نے بھی اس حدیث کو یزید بن ابی زیاد کی وجہ سے ضعیف کہا ہے۔[11]

مسند احمد کی تیسری حدیث کی سند درج ذیل ہے:

حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ أَبُو عَبْدِ اللهِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ دَخَلَ الْعَبَّاسُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم...الحديث[12]

لیکن اس حدیث کی سند میں یزید بن ابی زیاد راوی ہے۔ جو کہ ضعیف ہے۔[13]

اس حوالے سے امام حاکم نے درج ذیل سند سے ایک روایت نقل کی ہے:

حدثنا أبو بكر محمد بن أحمد بن بالويه ثنا الحسن بن علي بن شبيب المعمري ثنا أبو الربيع الزهراني ثنا حماد بن واقد الصفار ثنا محمد بن ذكوان خال ولد حماد بن زيد عن محمد بن المنكدر عن عبد الله بن عمر رضى الله تعالى عنهما قال بينا نحن جلوس بفناء رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إذ مرت امرأة فقال...الحديث[14]

اس سند میں دو ضعیف راوی ہیں ایک حماد بن واقد العیشی الصفار ہے ابن معین نے ان کو ضعیف کہا ہے۔ بخاری نے منکر الحدیث کہا ہے۔ اور ابوزرعۃ نے کہا کہ وہ نرم ہے اور الفلاس کہتے ہیں کہ وہ کثیر الخطاء ہے اور ان کو وہم ہو جاتا ہے۔[15]

دوسرا ضعیف راوی محمد بن ذکوان ہے۔ یہ راوی الازدی الطاحی ہے۔ ان کو جہضمی بھی کہا جاتا ہے، جو بصرہ یا حلب کا حکمران تھا۔ ابو حاتم نے کہا کہ محمد بن ذکوان حماد بن زید کے خالو، جو منکر الحدیث، ضعیف الحدیث اور فن حدیث میں خطاء کار ہے۔ نسائی نے کہا ہے کہ محمد بن ذکوان منصور اور مجالد سے روایت کرتا ہے جو نہ ثقہ ہے اور نہ ان سے حدیث لکھی جا سکتی ہے۔ حافظ ابن عدی کہتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں کہ یہ روایت محمد بن ذکوان کے علاوہ کسی اور نے نقل کی ہو۔[16]

یہ ان روایات کی اصل حقیقت تھی جو کہ نسب مطہرہ کے حوالے سے مارگولیتھ نے اساس بنا کر شکوک و شبہات پیدا کرنے کی کوشش کی اور اس کے مقابل مستند اور صحیح روایات سے تجاہل عارفانہ اختیار کیا۔ اس حوالے سے اگر ذخیرہ کتب حدیث و سیرت سے اغماض کرکے صرف صحیح بخاری کی روایات کو وہ سامنے رکھ کر پڑھتے تو ان پر یہ بات عیاں ہوتی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عرب کے بہترین قبیلے کی بہترین شاخ سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کے قبیلے کا شمار عرب کی بہترین قبیلوں میں کیا جاتا ہے[17]

مارگولیتھ کی یہ روش مبنی بر تعصب ہے کیونکہ دیگر مستشرقین نے اعتراف کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عرب کے اعلیٰ خاندان سے تعلق رکھتے تھے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاندانی حیثیت کے بارے میں وینسک Wensinck اپنی کتاب کی فہرست میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاندانی حیثیت کے بارے میں عنوان دیتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کا ہی قول ہے "میں آپ میں خاندان کے لحاظ سے بھی بہترین ہوں اور انسانوں میں انسان بھی بہترین ہوں۔[18]

دوسرا شبہ

دوسرا اعتراض جو مارگولیتھ نے سورۃ الزخرف کے اس ایک آیت مبارکہ سے لیا ہے:

وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ هَذَا الْقُرْآنُ عَلَى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيمٍ[19]

اور کہنے لگے کیوں نہ اتارا گیا یہ قرآن کسی ایسے آدمی پر جو ان دو شہروں (مکہ اور طائف) میں بڑا ہے۔

"Kuraish in the Koran wonder why a prophet should be sent to them who was not of a noble birth".[20]

قریش نزول قرآن کے حوالے سے حیران تھے کہ ایک ایسا پیغمبر کیوں آیا جو ان دو بڑے شہروں کا کوئی بڑا آدمی نہیں۔

مذکورہ آیت کی تفسیر کی حقیقت یہ ہے کہ معترضین کہنے لگے:

وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ هَذَا الْقُرْآنُ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيمٍ [21]

یعنی قرآن کو ان کی نظر میں دونوں شہروں (مکہ یا طائف) کے کسی عظیم آدمی پر کیوں نہیں اتارا گیا۔ مذکورہ آیت مبارکہ کے بارے میں ابن عباسؓ، عکرمہؒ محمد بن کعبؒ قرظی اور بہت سے علماء کی رائے میں (قریتین) سے مراد مکہ اور طائف ہیں اور **عَلَى رَجُلٍ** سے مراد مکہ کے سردار ولید بن مغیرہ اور طائف میں ثقیف کے سردار عروہ بن مسعود ثقفی تھے۔

ان کے اعتراض کے جواب میں اللہ فرماتے ہیں: أَهُمْ يَقْسِمُونَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ؟

کیا یہ لوگ اللہ کی رحمت (وحی) کو (اپنی اختیار سے) تقسیم کرتے ہیں۔ یہ ان کا اختیار نہیں یہ تو اللہ کی مرضی ہے۔ اللہ کو خوب معلوم ہے کہ یہ منصب رفیع کس کو عطاء کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے نازل نہیں فرماتا مگر اس شخص پر جو قلب و نفس کے اعتبار سے سب سے زیادہ پاکیزہ گھرانے کے اعتبار سے سب سے زیادہ معزز اور نسل کے لحاظ سے سب سے ارفع ہو پھر فرمایا کہ ہم نے مخلوق کے مابین مال و دولت اور عقل و فہم کے لحاظ سے ظاہری و باطنی قوتوں میں تفاوت رکھا ہے۔[22]

اسی طرح کا تعجب مشرکین کی بقول قرآن میں ذکر ہے: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ءأُنزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِن بَيْنِنَا بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ مِّن ذِكْرِي بَل لَّمَّا يَذُوقُوا عَذَابِ[23]

کیا (یہ بات) لوگوں کے لئے باعث تعجب ہے کہ ہم نے وحی بھیجی ایک مرد (کامل) پر جو ان میں سے ہے کہ ڈراؤ لوگوں کو اور خوش خبری دے دو انہیں جو ایمان لائے کہ ان کے لئے مرتبہ بلند ہے۔ ان کے رب کے ہاں کفار نے کہا بلا شبہ یہ جادوگر ہے کھلا ہوا۔

مارگولیتھ نے یہاں قرآنی آیات سے اپنے موقف کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے حالانکہ اس سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق کسی کم تر خاندان سے تھا۔ دوسرا یہ کہ انہوں نے مکی معاشرے کے لوگوں کو سمجھنے میں غلطی کی ہے جس میں وہ لوگ دولت اور اثر رسوخ سے بڑھ کر قبیلے اور خاندانوں کو اہمیت دیتے تھے۔

تیسرا شبہ

نسب کے حوالے سے مارگولیتھ تیسرا سوال اٹھاتے ہیں:

"that an end had now come to the pagan aristocracy by blood" [24]

سارا اعزاز، کمال یا خون، میرے ان دونوں قدموں کے نیچے ہے۔

واقعہ کچھ یوں ہے کہ فتح مکہ کے بعد آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم قریش مکہ سے خطاب کر رہے تھے:

"اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ تنہا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ اس نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا۔ اپنے بندے کی مدد کی اور تنہا سارے جتھوں کو شکست دی۔ سنو! بیت اللہ کی کلیدی برداری اور حاجیوں کو پانی پلانے کے سوا سارا اعزاز، کمال یا خون،

میرے ان دونوں قدموں کے نیچے ہیں... اے قریش کے لوگو! اللہ نے تم سے جاہلیت کی نخوت اور باپ دادا پر فخر کا خاتمہ کر دیا سارے لوگ آدمؑ سے ہیں اور آدمؑ مٹی سے "۔[25]

اس کا مطلب تو صاف ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کو یہ واضح کر رہے تھے کہ جاہلیت کی تمام رسوم و رواج اور اہل عرب کا باپ دادا کی حیثیتوں پر تفاخر اور غرور میں آکر نسل انسانی کی تذلیل، معمولی معمولی باتوں پر سال ہا سال خون ریزی، یہ تمام رسمیں آج میرے پاؤں تلے کچل کر ختم ہو گئی کیونکہ اللہ کا حکم ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ"۔[26]

اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں قوموں اور قبیلوں میں تقسیم کیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔

مار گولیتھ کی اس پوری عبارت کہ "سارا اعزاز، کمال یا خون، میرے ان دونوں قدموں کے نیچے ہیں" سے کہیں بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حقیر خاندان سے تعلق رکھتے تھے بلکہ اوپر بیان کردہ عبارت سے یہ اچھی طرح عیاں ہو جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عرب کے مشہور اور معروف قبیلے سے تعلق رکھنے والے نبی ہیں۔

چوتھا شبہ

"he himself rejected the title, 'Master and son of our Master , offered him by some devotee." [27]

یہاں پر بھی مار گولیتھ نے مسند امام احمد کی ایک حدیث نقل کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو آقا یا آقا کا بیٹا کہلوانے سے منع کیا۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندانی پس منظر حقیر ہے۔

اصل روایت درج ذیل ہے:

حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا مؤمل ثنا حماد عن حميد عن أنس أن رجلا قال للنبي صلى الله عليه و سلم يا سيدنا وبن سيدنا ويا خيرنا وبن خيرنا فقال النبي صلى الله عليه و سلم يا أيها الناس قولوا بقولكم ولا يستهوينكم الشيطان أنا محمد بن عبد الله ورسول الله والله ما أحب ان ترفعوني فوق ما رفعني الله عز و جل [28]

ایک مرتبہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اے ہمارے سردار ابن سردار، اے ہمارے خیر ابن خیر! نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو! تقویٰ کو اپنے اوپر لازم کر لو، شیطان تم پر حملہ نہ کر دے، میں صرف محمد بن عبداللہ ہوں، اللہ کا بندہ اور اس کا پیغمبر ہوں، بخدا! مجھے یہ چیز پسند نہیں ہے کہ تم مجھے میرے مرتبے " جو اللہ کے ہاں ہے "بڑھا چڑھا کر بیان کرو۔

مار گولیتھ کے مسند احمد سے لئے گئے حدیث کے اس ٹکڑے میں کہیں بھی یہ بیان نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہا ہو کہ وہ یا ان کا خاندان حقیر ہیں۔

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو اللہ کے پیغمبر سے بات کرنے کا سلیقہ سکھا رہے ہیں مجھے رسول اللہ کہنا زیادہ پسند ہے بہ نسبت کسی اور لقب کے لہٰذا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ کے پکارو۔ دوسری بات جو اس حدیث سے ثابت ہوتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سامنے مدح کرنا پسند نہیں کرتے تھے۔ آپ کا ارشاد ہے:

احثوا التراب فی وجوه المداحین [29]

مدح کرنے والوں کے چہروں پر مٹی ڈالو۔

اس وجہ سے مسند احمد کی مذکورہ روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو سردار ابن سردار وغیرہ پکارنے سے منع کیا (نہ کہ اس وجہ سے کہ گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ حقیر خاندان سے تعلق رکھتے تھے اسی لئے خود لوگوں کو منع کر رہے ہیں کہ مجھے سردار ابن سردار نہ پکارو جیسا کہ مارگولیتھ کا خیال ہے)۔

کسی کے سامنے ان کی تعریف اور مدح سرائی سے ان کے دل میں بڑائی اور غرور پیدا ہوتا ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند باتیں ہیں۔ مذکورہ روایت میں امت کو تعلیم دے رہے ہیں تاکہ اس قبیح صفت سے اپنے آپ کو بچائے۔

سنداً یہ روایت قوی نہیں کیونکہ اس روایت میں ایک راوی مومل بن اسماعیل ضعیف راوی ہیں۔ امام بخاری نے **تاریخ الکبیر** میں ان کو منکر الحدیث کہا ہے۔[30] ابو حاتم نے ان کو کثیر الخطاء کہا ہے دار قطنی کہتے ہیں کہ وہ ثقہ کثیر الخطاء ہے۔ ابو داؤد نے بھی ان کے بارے میں شک وشبہ کا اظہار کیا۔ **محمد بن نصر المروزی** کہتے ہیں کہ اگر وہ خبر واحد ذکر کریں تو اس میں توقف لازمی ہے کیونکہ ان کا حافظہ کمزور تھا اور وہ زیادہ غلطیاں کرتے تھے۔[31]

تاہم محقق شعیب الارنووط نے سند میں ضعف کے باوجود اس روایت کو صحیح کہا ہے۔ مارگولیتھ کے اعتراض کے مناسب جوابات وہ ہیں جو اس سے قبل ہم نے ذکر کیے۔[32]

پانچواں شبہ

مارگولیتھ لکھتے ہیں:

> *"the son of Abu Kabshah"...."but what the nature of the insult was we cannot define with certainty".*[33]

"ابو کَبشہ کا بیٹا"۔۔۔۔۔"لیکن اس توہین کی نوعیت کیا تھی ہم اس کی یقینی وضاحت نہیں کر سکتے۔ لیکن مارگولیتھ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ کنیت یا آبائی لقب عرب میں ایک عام بات ہے۔[34]

مارگولیتھ کا پانچواں اعتراض ابو کبشہ کے الفاظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں وارد ہونے سے متعلق ہے۔

رسول اللہ کو ابو کبشہ کہنے کی وجہ:

اس حوالے سے محققین نے دو طرح کی وضاحتیں کی ہیں:

1۔ یہ ایک توہین آمیز اصطلاح ہے جو عام طور پر عرب اپنے دشمنوں کے لئے غصے، بغض اور سخت ناپسندیدگی میں استعمال کرتے ہیں۔ یہ یقیناً ابو سفیان (جو اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے دشمنوں میں سے تھے) شاہ روم کے دربار میں بادشاہ کی باتوں سے جو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کہی تھیں، پر غصے کا اظہار کیا تھا اور یہ الفاظ کہے تھے۔ مارگولیتھ، ابو سفیان کے اس ذاتی خیال کو لے کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک کم تر خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔[35]

2۔ دلائل النبوۃ میں ذکر ہے کہ پہلا شخص جس نے شِعریٰ (ستارے) کی عبادت کی تھی وہ ابو کبشہ کہلائے۔ اس نے اپنی قوم کے دین کی خلاف ورزی کی تھی لہٰذا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے دین کی خلاف ورزی کی اور آپ دین حنیف کو لائے تو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ابو کبشہ کے ساتھ تشبیہ دی۔[36]

ابن بطال کہتے ہیں جہاں تک ابو کبشہ کی بات ہے تو وہ بی بی آمنہ کے باپ کو کہتے تھے اور عبد المطلب کی ماں سلمہ کے باپ کا نام عمرو بن زید بن اسد تھا۔ وہ عرب میں ابو کبشہ کے نام سے مشہور تھے اور حارث بن عبد العزیٰ بن رفاعہ السعدی بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی باپ تھے، وہ بھی ابو کبشہ کے نام سے مشہور تھے۔[37]

ابن قتیبہ کہتے ہیں ابو کبشہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ماں کی طرف کے ایک نانا کا نام تھا ان کی کنیت ابو کبشہ تھی انہوں نے عرب کے لوگوں کے آبائی مذہب سے منحرف کیا تھا اور "الشعری" کی عبادت کی تھی چونکہ اس عبادت سے عرب نا آشنا تھے اس وجہ سے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین مکہ کے سامنے دین اسلام پیش کیا تو ان کو بھی ابو کبشہ کا بیٹا کہا گیا۔[38]

بدر الدین عینی لکھتے ہیں ابو کبشہ بنو خزاع کا ایک آدمی تھا اس نے الشعری کی عبادت کی تھی۔[39]

خلاصہ بحث:

مذکورہ بحث سے یہ نتائج سامنے آئے ہیں کہ مارگولیتھ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے حوالے سے جو شکوک و شبہات پیدا کرنے کی کوشش کی ہے وہ سراسر بے بنیاد ہیں۔

1۔ مارگولیتھ کا نسب مطہرہ کے حوالے سے مطالعہ معکوس طریقہ پر مبنی ہے۔ جو کہ مستند اور صحیح روایات کو نظر انداز کر کے ضعیف اور مرجوح روایات کا سہارا لیتے ہیں۔

2۔ نسب مطہرہ کے بارے میں مارگولیتھ نے زیادہ تر ضعیف روایات یا بعض روایات سے بغیر موقع و محل کے استدلال کرتے ہیں۔

3۔ مارگولیتھ نے اپنی کج فہمی کی وجہ سے نسب مطہرہ پر اعتراضات کئے ہیں حالانکہ ان کے مطالعہ سیرت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ غیر جانبداری سے حقیقت بیان کرنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔

4۔ Oxford University میں عربی کے پروفیسر کو عربی سمجھنے میں اتنی دقت کیسے ہو سکتی تھی کہ وہ قرآن و حدیث کو سمجھنے میں غلطی کریں۔ اس سے مارگولیتھ کی اسلام دشمنی کا اندازا لگایا جاسکتا ہے۔[40]

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

References

[1] اردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب، لاہور 1405ھ/1985ء ج18، ص 316-317

Urdu Encyclopedia of Islam, (Lahore, University of Punjab, 1985), 18:316-317

[2] D.S. Margoliouth, *Muḥammad and The Rise Of Islam*, (G.P. Putnam Son's New York 1905), 45

[3] امام احمد، محمد بن حنبل، مسند امام احمد بن حنبلؒ، موسستہ الرسالہ، بیروت، 1995ء، ج29، ص58، رقم 17517۔

Aḥmad bin ḥanbal, *al Al Musnad,* (Beirut: Mua'ssasat al Risalah, 1995), ḥadith No: 17517

[4] المزی، جمال الدین ابوالحجاج یوسف، تہذیب الکمال فی اسماء الرجال، موسستہ الرسالہ، بیروت، 1983ء ج32، ص210.

Jamal al Din Yousaf, *Tahdhib al kamal fi asm' al Rijal*, (Beirut: Mua'ssasat al Risalah, 1983), 32: 210

وابن عدی، احمد بن عبداللہ، الکامل فی ضعفاء الرجال، دارالفکر بیروت، طبع دوم، 1985ء، ج7، ص272، رقم 2167
Ibn e ʻAdi, *al Kamil fi ḍuʻfaʼ al Rijal,* (Beirut: Dār al Fikar, 2nd Edition, 1985), 7: 272, No.: 2167

وابن حبان، المجروحین، دارالصمیعی للنشر والتوزیع، ریاض، 2000ء، ج2، ص454، رقم 1179۔
Ibn e ḥibban, *al Majroḥyn*, (Riyaḍ: Dār al ṣumaeʼy, 2000), 2:454, No.: 1179

[5] ابن حجر، احمد بن علی، تہذیب التہذیب، دارالفکر بیروت، 1984ء، ج9، ص135 و144۔
Ibn e ḥajar, *Tahdhib al Tahdhib,* (Beirut: Dār al Fikar, 1984), 9:135-144

[6] البانی، محمد ناصرالدین، ضعیف سنن الترمذی، مکتبہ العلمیہ، 1420ء، ج1، ص481۔
Muḥammad Naṣer al Din, *ḍʻeyf Sunan al Tirmidhy,* (Beirut: al ʻilmiyyah,1420), 1:481

[7] آپ کے خاندانی سیادت کے حوالے سے چند روایات درج ذیل ہیں:
وعن وائلة بن الأصقع رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَى مِنْ وَلَدِ إِبْرَاهِيمَ إِسْمَاعِيلَ، وَاصْطَفَى مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ بَنِي كِنَانَةَ، وَاصْطَفَى مِنْ بَنِي كِنَانَةَ قُرَيْشًا، وَاصْطَفَى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِي هَاشِمٍ، وَاصْطَفَانِي مِنْ بَنِي هَاشِمٍ (امام مسلم ، مسلم بن حجاج ، الجامع صحیح، ج7، ص 58، رقم 6077) -، وَعَنِ الْعَبَّاسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النبي صلى الله عليه وسلم: «إن الله خلق الخلق فجعلني من خيرهم، ومن خَيْرِ قَرْنِهِمْ، ثُمَّ تَخَيَّرَ الْقَبَائِلَ، فَجَعَلَنِي مِنْ خَيْرِ قَبِيلَةٍ، ثُمَّ تَخَيَّرَ الْبُيُوتَ، فَجَعَلَنِي مِنْ خَيْرِ بُيُوتِهِمْ. فَأَنَا خَيْرُهُمْ نَفْسًا، وَخَيْرُهُمْ بَيْتًا (ابو عیسیٰ ترمذی ، محمد بن عیسیٰ ، الجامع صحیح الترمذی ، ج5، ص584، رقم 3607) – يعدّ نسبه صلى الله عليه وسلم في الناس من خيرِ أهلِ الأرضِ نَسَباً على الإطلاقِ، فنسبُهُ من الشَّرفِ في أعلى ذروةٍ، وأعداؤه كانوا يشهدون له بذلك، ولهذا شهد له به عدوه إذْ ذاك أبو سفيان بين يدي ملكِ الروم ثُمَّ كَانَ أَوَّلَ مَا سَأَلَنِي عَنْهُ أَنْ قَالَ: كَيْفَ نَسَبُهُ فِيكُمْ؟ قُلْتُ: هُوَ فِينَا ذُو نَسَبٍ....فَقَالَ لِلتَّرْجُمَانِ: قُلْ لَهُ: سَأَلْتُكَ عَنْ نَسَبِهِ فَذَكَرْتَ أَنَّهُ فِيكُمْ ذُو نَسَبٍ، فَكَذَلِكَ الرُّسُلُ تُبْعَثُ فِي نَسَبِ قَوْمِهَا– (بخاری ، محمد بن اسماعیل ، صحيح البخاري ، كِتَابُ بَدْءِ الوَحْيِ ، ج1،ص8،رقم 7)

Muḥammad bin ʻIysaʼ , *Al Jamʻ al ṣaḥiḥ al Tirmidhy*, 5:584, No.:3607
Muḥammad bin Ismaʻil al bukhary, *ṣaḥiḥ al bukhary*, 1:8, No.:7

[8] بطور مثال چند سیرت نگاروں کے آراء ذیل میں ذکر کیے جاتے ہیں:

امام بیہقی نے باب قائم کرکے (باب ذکر شرف اصل رسول اللہ ونسبہ) صحیح مسلم کی واثلۃ ابن الاسقعؓ کے حوالے سے روایت نقل کی ہیں اس کے ذیل میں امام بیہقی کی دلائل النبوۃ کے محقق ڈاکٹر عبدالمعطی قلعجی لکھتے ہیں:

و معرفة النسب النبوي الشرف عنصر مهم في اثبات دلائل النبوة : ومن علاماتهم ايضاً ان يكونوا ذوي احساب في قومهم وذالک لا يحتاج الي اقامة دليل عليه، فالنبي نخبة بني هاشم ، و سلا لة قريش ، واشرف العرب ، واعزم نفر من قبل ابيه و امه ، واعداؤه كانوا يشهدون له بذالک ، ففي مسئله هرقل لابي سفيان ، كما هو في الصحيح-

(امام بیہقی، دلائل النبوۃ، تحقیق: ڈاکٹر عبدالمعطی قلعجی، دارالکتب العلمیہ بیروت، طبع اول 1988ء، ج1، ص165)۔
Byḥaqy, *Dalaʻyl al nubowwah,* (Beirut: Dār al kutub al ʻilmiyyah, 1988), 1:165

وذالک لا يحتاج الى اقامة دليل عليه... واعداؤه صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كانوا يشهدون له بذالك.

(الصالحي، محمد یوسف الشامی، سبل الھدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، داراحیاء التراث الاسلامی، 1997ء، ج1، ص276)۔
Muḥammad Yousaf al shamy, *Subol al huda wa al Rashad fi sirat e khyr al ʻebad,* (Dār ʼeḥya al turath al islamy, 1997), 1:276

وقد عد د بعض العلماء جملاً منها؛ قال القاضي عياض في الشفا بتعريف حقوق المصطفى:وأما شرف نسبه، وكرم بلده، ومنشئه فمما لَا يَحْتَاجُ إِلَى إِقَامَةِ دَلِيلٍ عَلَيْهِ، وَلَا بَيَانِ مُشْكِلٍ، وَلَا خَفِيٍّ مِنْهُ، فَإِنَّهُ نُخْبَةُ بَنِي هَاشِمٍ، وَسُلَالَةُ قُرَيْشٍ وَصَمِيمُهَا، وَأَشْرَفُ الْعَرَبِ، وَأَعَزُّهُمْ نَفَرًا مِنْ قِبَلِ أَبِيهِ وَأُمِّهِ، وَمِنْ أَهْلِ مَكَّةَ، مِنْ أَكْرَمِ بِلَادِ اللَّهِ عَلَى اللهِ، وعلى عباده- (قاضی عیاض ، الشفاء بتعریف حقوق مصطفیٰ ، دار کتاب العربی ، 1984ء، ج1، ص 81)

'iyadh, *al shifa be t'aryf e ḥqooq e Muṣtafa,*(Dār kitab al 'arabi,1984), 1:81

- يعدّ نسبه صلى الله عليه وسلم في الناس من خيرِ أهلِ الأرضِ نَسَبَاً على الإطلاقِ، فنسبُهُ من الشَّرفِ في أعلى ذروةٍ، وأعداؤه كانوا يشهدون له بذلك، ولهذا شهد له به عدوه إذْ ذاك أبو سفيان بين يدي ملكِ الروم ثُمَّ كَانَ أَوَّلَ مَا سَأَلَنِي عَنْهُ أَنْ قَالَ: كَيْفَ نَسَبُهُ فِيكُمْ؟ قُلْتُ: هُوَ فِينَا ذُو نَسَبٍ------- فَقَالَ لِلتَّرْجُمَانِ: قُلْ لَهُ: سَأَلْتُكَ عَنْ نَسَبِهِ فَذَكَرْتَ أَنَّهُ فِيكُمْ ذُو نَسَبٍ، فَكَذَلِكَ الرُّسُلُ تُبْعَثُ فِي نَسَبِ قَوْمِهَا-(ابن بطال ، ابو الحسن علی بن خلف بن عبد الملک،شرح صحيح البخاري ، باب بداء الوحی، تحقیق: ابو تمیم یاسر بن ابراهیم ، مكتبه الرشد ، رياض، 2003ء ج1، ص41)

'Ali bin Khalf, *Sharah ṣaḥyḥ al bukhary,* (Riyaḍ: Maktabah al rushd, 2003), 1:41

[9]۔ مسند احمد بن حنبل، ج3، ص307، رقم 1788

Aḥamad bin ḥanbal, *Al Musnad,* 3:307, No.: 1788

[10] الذہبی، ابو عبداللہ محمد بن احمد، سیر اعلام النبلاء، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت لبنان، 1993ء، ج6، ص130

Muḥammad bin Aḥamad al Dhahbi, *seeyar a'lam al nubala',* (Beirut: Muassissat al risalah, 1993), 6:130

[11] البانی، محمد ناصر الدین، ضعیف سنن الترمذی، مکتبہ المعارف، 1998ء، ج8، ص108

Muḥammad Nasir al Din, *ḍa'yf sunan al tirmizy,* (Maktabah al ma'rif, 1998), 8:108

[12] مسند امام احمد بن حنبل، ج3، ص298، رقم 1777

Aḥamad bin ḥanbal, *al Musnad,* 3:3298, No.: 1777

[13] مسند امام احمد بن حنبل ج4، ص165 رقم 17550

Aḥamad bin ḥanbal, *al Musnad,* 4:165, No.: 17550

[14] حاکم، عبداللہ محمد بن عبداللہ نیشاپوری، المستدرک علی الصحیحین، ذکر فضائل القبائل، رقم 7032، ج4، ص168

Muḥammad bin Abdu llah ḥakim, *almustadrak 'ala al ṣaḥyḥain,* 4:168 , No.: 7032

[15] الذہبی، ابو عبداللہ محمد بن احمد، میزان الاعتدال، تحقیق: ڈاکٹر عبدالفتاح، مکتبہ رحمانیہ، لاہور پاکستان، ج3، ص371

Muḥammad bin Aḥamad al dhahby, *myzan al e'tidal,* (Lahore: Maktabah Rahmaniyah), 3: 371

[16] تہذیب الکمال، ج25، ص210

Tahdhib al kamal, 25:210

[17] بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، ، ج6، ص129، رقم 4818/ج4، ص178، رقم 3492/3497

Muahammad bin Isma'il, *al Jam' al ṣaḥyḥ ,* 6:129 , No.: 4818

Ibid,. 4:178, No.: 3492, 3497

[18] اے۔ جے۔ وینسک، محمد فوائد الباقی، مفتاح کنوز السنۃ، **فانا خیرکم بیتاو خیر کم نفسا**، دار الکتب العلمیہ، 1934ء، ص436۔

Muḥammad Faw'ed al baqy,*Miftaḥ al kunooz al sunnah,* (Beirut: Dār al kutub al 'ilmiyyah, 1934), 436

[19]سورۃ الزخرف: 31

Surah al Zukhruf, Verse No. 31

[20] D.S. Margoliouth , Muḥammad and The Rise Of Islam, 47

[21] سورۃ الزخرف: 31

Surah al zukhruf, Verse No. 31

[22]ابن کثیر، ابو الفداء اسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم، دار الکتب العلمیہ، 1999ء، ج4، 31:43

Isma'il bin 'umar, *tafsyr al Qur'an al 'aṭym*, (Beirut: Dār al kutub al 'ilmiyyah, 1999), 4:31-43

[23]سورہ ص: 8

Surah ṣad, Verse No. 8

[24] D.S.Margoliouth, Muḥammad and The Rise Of Islam, 45.46 .

[25]ابن ہشام، ابو محمد عبد الملک، سیرت ابن ہشام، مکتبہ دار العلوم، کراچی، 1994ء، ج2، ص278-279

Ibn e hisham, *Sirat ibn e hisham,* (Karachi: Maktabah Dārululoom, 1994), 2:278-279

[26]سورۃ الحجرات: 13

Surah al ḥujrat, Verse No. 13

[27] D.S. Margoliouth, Muḥammad and The Rise Of Islam, 45 46 .

[28] مسند احمد بن حنبل، ج3، ص241، رقم 13553

Aḥamad bin ḥanbal, al *Al Musnad,* 3:241, No.: 13553

[29] سیوطی، جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر، جامع الصغیر، دار الفکر بیروت، ج1، ص42، رقم 235 و علی بن حسام الدین المتقی الهندی، کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، موسسۃ الرسالۃ، بیروت، 1989ء، ج27، ص244، رقم 7960

Suooṭy, *Jam'u al ṣaghir,* (Beirut: Dār al Fikar), 1:42, No.: 235
'Ali bin ḥussam al hindy, *kanz al 'ummal fi sunan al Aqwal wal af'al,* (Beirut: Muassissat al risalah, 1989), 27:244, No.: 7960

[30] بخاری، محمد بن اسماعیل، تاریخ الکبیر، ج8، ص49 و سیر اعلام النبلاء، ج19، ص92

Muḥammad bin Isma'il al Bukhari, *Tarikh al kabir,* 8:49
seeyar a'lam al nubala', 19:92

[31] ابن حجر العسقلانی، تہذیب التہذیب، ج9، ص275

Ibn e ḥajar, *Tahdhib al Tahdhib,* 9:275

[32] مسند امام احمد بن حنبل، ج20، ص23، رقم 12551

Aḥamad bin ḥanbal, *al Al Musnad,* 20:23, No.: 12551

[33]D.S. Margoliouth, *Muḥammad and The Rise Of Islam ,* 50- 51.

[34]Ibid.

[35] صحیح بخاری، ج1، ص8، رقم 7

Ṣaḥiḥ al Bukhari, 1:8, No.:7

[36] بیہقی، احمد بن الحسین، دلائل النبوۃ، بیروت، دار الکتب العلمیہ، 1988ء، ج1، ص204-205

Aḥamad bin al ḥusain al byhaqy, *dal'il al nubowwah,* (Beirut: Dār al kutub al

'ilmiyyah, 1988), 1:204-205

37 ابن بطال، ابو الحسن علی بن خلف بن عبد الملک البکری القرطبی، شرح صحیح البخاری۔لابن بطال، دار النشر: مکتبۃ الرشد السعودیہ، الریاض ،2003ء، ج1، ص28 و دلائل النبوۃ، ج1، ص204-205

'Ali bin khulf, *sharaḥ ṣaḥyḥ al Bukhari,* (Riyaḍ, Maktabah al rushd, 2003), 1:28
dal'il al nubowwah, 1:204-205

38 دلائل النبوۃ، ج1، ص204-205

dal'il al nubowwah, 1:204-205

39 العینی، بدر الدین، عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، مکتبہ دار کتب العلمیہ، 2006ء، ج1 ص213

Badār al din al'yny, *Umdat al qari,* (Dār kutub al 'ilmiyyah, 2006), 1:213